سلسلۂ اشاعتِ قرآن حیدرآباد دکن

بابتہ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۸ھ

نمبر (۲)

خلیفۃ المسلمین

مرتبہٗ

ابو محمد مصلح کان اللہ لہٗ

دفتر

قرآنی تحریک حیدرآباد دکن

چندہ سالانہ دس روپیہ - ماہوار پورے سٹ کی قیمت ایک روپیہ

خلافت فی الارض

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور جس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ میں ضرور بناؤنگا زمین میں ایک نائب فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کرینگے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کرینگے اور خونریزیاں کرینگے اور ہم حمد کے ساتھ ہمیشہ آپ کی تسبیح کرتے ہیں اور تقدیس بھی۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس بات کو جانتا ہوں جسکو تم نہیں جانتے۔

[illegible] اور غیر مسلموں نے خلافت کے متعلق کثرت سے کچھ مضامین لکھے اور اپنے خیالات کا اظہار کئے ہیں، لیکن

ادبی، تاریخی، علمی اور سیاسی مضامین سے قطع نظر آج مذہبی رنگ میں جس عام تعلیم کی ضرورت ہے مسلمانوں کا عام طبقہ اس سے بیخبر ہے حالانکہ اسکی اشد ضرورت سے کسی وقت کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

خواص کا یہ کام ہے کہ ملت کے لئے جو چیز موت و حیات کا حکم رکھتی ہو اس کا بہت اہتمام کیا جائے۔ اس کا علم اسکی ضرورت اس کا احساس صحیح ہر فرد کے اندر ہر وقت موجود رہے عین ضرورت کے وقت بغیر علم کے افراد سے عمل کا مطالبہ کرنا بے سود ہے جیسا کہ اب تک بے سود ہوتا رہا ہے۔ اس رسالہ میں قارئین کرام کی توجہ اسی طرف منعطف کرانی ہے خلافت فی الارض سے مراد ایسی قوم کا وجود ہے جس کا ہر فرد خلافت کا فرض ادا کرنے کے لائق ہو۔

اوپر کی مقدس آیت میں ملت باری کا ارشاد خلافت یعنے نیابت کے بارے میں صاف اور واضح طور پر ہے اگر ہر انسان خلیفہ اور نائب ہے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ خالق سمٰوات والارض نے

آسمان و زمین کے درمیان جو چیزیں تخلیق فرمائی ہیں وہ کسی نہ کسی طرح اسی انسان کے لئے ہیں خَلَقَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔ یعنے تصرف کے لحاظ سے ہر انسان نائب ثابت ہوتا ہے اللہ کی ملکیت لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ کی عارضی ملکیت اس کو تفویض ہو رہی ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ یہ منصب اس قوم اور اس کے افراد کو حاصل ہونا چاہئیے جو خدا کی مرضیات کو خود بھی پورا کرتی اور دوسروں سے بھی پورا کرانے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

ایک آسمانی قاعدے اور ضابطے کے اندر نوع انسان کو رکھنا تاکہ فساد فی الارض رونما نہ ہونے پائے۔ اسی قوم اور اسی کے افراد کا فرض ہے۔

آج دوسرے لفظوں میں اسی قوم کا نام مسلمان اور اس کے انتخاب کردہ خاص فرد کو امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کہا جاتا ہے اور آسمانی قاعدے اور ضابطے کا نام قرآن مقدس ہے۔ اسی کے اندر ملکی قوت ہے جو سبعی قوت پر غالب کرنے والی ہے ادھ

جس کا علم ذات باری کو تھا فرشتوں کو نہیں۔ فرشتوں نے تو یہ سنکر کہ زمین پر ایک مخلوق پیدا ہوگی تو زمین کی پیداوار اس کا جزو ہوگی لہٰذا اس کے اندر درندگی اور سبعیت آئیگی اور نافرمانی اس کا شیوہ ہوگا اور یہ بالکل سچ ہے کہ عالم سفلی سے تعلق رکھنے والو کو عالم بالا سے کیا واسطہ مگر قوت ملکی کو خدائی قانون کے ذریعہ غلبہ دیکر قوت سبعی کو نیست یا مغلوب کرلینا ہی تو انسان کے پیدا ہونیکا سبب ہوا ورنہ واقعی فرشتوں کی موجودگی میں درندوں کی کیا ضرورت تھی اور یہی چیز تو تھی جس سے فرشتے محروم تھے نافرمانی کی قوت رکھتے ہوئے فرماں برداری انسان سے ہی ممکن ہے۔

خلیفہ اور خلیفہ کی قوم کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ امر کا انتظام اور اس امر کی تبلیغ کو اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ قرار دے کہ نہیں ایسا آسمان و زمین کی چیزوں سے انسان معرفت الٰہی حاصل کرے خود تو ان چیزوں کو اپنے تصرف میں لائے لیکن اپنا مصرف قرار دے کہ خدا کے مصرف کا ہو جائے اور اپنے کو خدا کا بنا دے۔

اگر انسانی قوم ایسا خلیفہ اور ایسے انتظامات اور ایسے قوانین سے دنیا کسی زمانہ میں بھی خالی رہی تو بادی النظر میں چاہے فرشتوں ہی کی سلطنت قائم ہو امن و امان ہی نظر آتا ہو لیکن حقیقت میں فساد فی الارض سے فضا معمور ہو رہی ہے کیونکہ منشائے الٰہی پورا نہیں ہو رہا ہے اور انسانیت اپنا مفہوم ادا کرنے سے قاصر ہے اسی قوم اور اسی خلیفہ کو تمکن فی الارض کا حصول بھی ضروری ہے دینی و دنیاوی وجاہت و ثروت۔ قوت استیلا اور ان اسباب کا قبضہ و اختیار میں ہونا لازمی ہے جو دوسری قوموں کو بدایت پر رکھ سکے اور قرآنی اصطلاح میں فساد فی الارض کا مرتکب ہونے نہ دے اور یہ وعدۂ الٰہی کی صورت میں آج بھی قرآن کے اندر موجود ہے کہ چند شرطوں کے ساتھ ایمان و یقین والوں کو خلافت کا منصب حقیقی عطا کر دیا جائیگا۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي

اِرْتَضٰی لَھُمْ۔ پھر اس سعید قوم کا سردار اور خلیفہ وہ ہوتا ہی جسکی شان کا یہ عالم ہے کہ اسکی اطاعت اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت ہوجاتی ہے اس کا منصب اللہ کے رسول کے منصب کے بعد ذکر کیا جاتا ہی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ معمولی درجہ کے اشخاص نہیں بلکہ حاصلِ انسانیت لوگ یعنی مومنین کو حکم دیا جاتا ہی کہ اے ایمان والو اللہ، اللہ کے رسول اور اسکی اطاعت کرو جو تم میں سے تمھارا خلیفہ ہو۔

مسلمانوں کا حاکم کافر ومشرک نہیں ہوسکتا

تم میں سے کی قید قرآن مجید کے اعجاز کی دلیل ہی اور قانونی پہلو کی موشگافیوں کی مظہر۔ یہی سبب ہی کہ جس طرح کہ عورتوں کے لیے حکم ہے کہ وہ مسلمانوں کی امیر اور خلیفہ نہیں ہوسکتیں اسیطرح کافر ومشرک کے لیے بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کا حاکم اور بادشاہ نہیں بن سکتا غرض یہ ہے کہ مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ کافر ومشرک کی متابعت کرے اور اگر بدقسمتی سے کسی کو ایسا کرتے دیکھو تو سمجھ لو کہ

اس سے ایمان کا حصہ سلب کر لیا گیا ہے۔

آیتِ بالا سے بعض لوگوں نے سمجھا ہے کہ یہ الگ الگ تین حکم ہیں اور تین کی متابعت کے لیے کہا جا رہا ہے حالانکہ اس سے زیادہ غلط حکومت کسی کی نہیں ہو سکتی کہ حاکم اعلیٰ ایک شخص کو تین طرح کے حکم ماننے پر مجبور کرے جو آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہوں اللہ کا حکم وہی ہوتا ہے جو رسولؐ کا سراپا علم و عمل اور قول و فعل ہوتا ہے اسی رسول کی پیروی کرنیوالوں کو خلیفہ کہتے ہیں تو مطلب ہوا کہ یہ سارا حکم اللہ کا ہوا جو خلیفہ اور رسول نے پورا کیا پھر انکی اطاعت کرنیوالا خدا کی اطاعت کر رہا ہے اور یہی معنی ہیں خلافت کے۔

قرآنی خلافت

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَ اِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَیْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِیْبَةٌ مَا اَقَامَ فِیْكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ تَعَالٰی اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گوش دل سے انکی باتیں سنو اور انکی اطاعت کرو۔ اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام مقرر کیا جائے جس کا سر خشک انگور کیطرح ہو جب تک کہ وہ کتاب اللہ کے بموجب تم کو حکم دے۔ بخاری اسکے راوی ہیں۔

یہیں سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجانی چاہیئے کہ نفس خلیفہ کی ذات خلافت نہیں بلکہ کتاب اللہ ہے اور لوگ خلیفہ کی اطاعت نہیں کر رہے ہیں بلکہ قرآن کی اطاعت ہی جو خلیفہ کی ذات سے صادر ہو رہی ہے اب حبشی اور معمولی حبشی سہی لیکن خلافت کا مقصد حاصل ہو رہا ہے فہو المقصود۔

خلیفہ کی ذات کو دیکھنے سے منع کر دیا گیا بلکہ خلیفہ کے حکم کو اصل چیز بتلایا گیا اور وہ حکم خلیفہ کا نہیں بلکہ اس کے ذریعہ خدا کا حکم ہے۔ اس کو قرآنی خلافت بھی کہہ سکتے ہیں۔

ایام جاہلیت کی موت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ

عَنِ الطَّاعَةِ وَ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً
اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ -

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام شرعی کی اطاعت سے باہر ہو جائے اور جماعت سے علیحدہ اور وہ اسی حالت میں مر جائے تو اس کی موت زمانۂ جاہلیت کی سی موت ہوگی۔ شیخین اس کے راوی ہیں۔

ایام جاہلیت کی موت سے مراد کفر کی موت ہے کیونکہ اس نے امیر کی ضرورت نہیں سمجھی تو گویا رسول کی ضرورت سے منہ موڑا اور جس نے رسول کو نہ مانا تو وہ اللہ کی فرمانبرداری سے باہر ہوا۔ اور یہی کفر ہے۔

امام اور امیر کا ہونا ضروری ہے

قرآن مجید کی کثرت سے آیتیں اور احادیث کی بے شمار نصیں ہیں جن سے امام اور امیر کے قیام کی ضرورت واضح ہے طاعت کے واجب ہونے کے سلسلہ میں جس قدر احادیث ہیں ان سب سے یہی نکلتا ہے کہ امام اور امیر کا ہونا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔

ایک امیر کا نہ ہونا سیکڑوں برکات سے محرومی کا سبب ہے

اگر مسلمانوں کا امیر نہ ہو تو ان کی قومیت جسد بے روح یا تن بے سر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ قرآن کا علم و عمل عام کون کرے مسلمانوں کو ارتداد سے کون روکے۔ حرام کاری اور حرام نوکری اور حرام چیزوں کی تجارت کا انسداد کون کرے۔ مسلمانوں کے فلاح کی فکر کس کو ہو۔ انہیں دشمنوں کے حملہ سے کون بچائے۔ مسلمانوں کے دشمن اور اللہ کے دشمنوں پر رعب قائم رکھنے کے لئے سامان کون فراہم کرے۔ اسلامی بیت المال کہاں سے قائم ہو۔ زکوۃ و خیرات کا مصرف صحیح کیونکر قائم ہو۔ اسلام اور مسلمانوں کی ضروریات کیوں کر اداری ہوں۔ اقوام عالم امن و چین کی زندگی کیونکر بسر کریں۔ مظلوم و رکمزور ظالم اور زبردستوں سے کیونکر محفوظ ہوں نہیں دنیا کی ہدایت کون کرے۔ روے زمین پر خدا کی حکومت کیونکر قائم ہو۔ عبدیت الہٰی کیونکر ظہور میں آئے اور مولاے کریم کی محبت دلوں میں کیونکر جاگزیں ہو۔

قوم کی شیرازہ بندی اور مرکزیت اسلام

اخوتِ اسلام، مساواتِ اسلام، اور اعتصام بالحق کے متعلق جو آیہ کریمہ ہیں ان سب کا یہی مفاد ہے کہ مسلمانوں کی شیرازہ بندی ہو اور اسلام میں مرکزیت پیدا ہو۔ پھوٹ ڈالنے جماعت سے الگ ہونیکی جس قدر مذمتیں ہیں اس میں بھی یہی حکمت ہے قومی بقا کے لیے یہ ضروری ہے کہ افراد آپس میں ایک دل ہوں۔

قرآن مرکزیت پیدا کرنیکے لیے ہے

قرآن مجید ایک رنگ میں رنگتا ہے۔ ایک خیال اور ایک ذہنیت میں تبدیل کرتا ہے، دین اور دنیا کے انتظامات بتاتا ہے۔ اور اُسکے ذریعہ ایسی وحدت اور ایسا مرکز پیدا ہوجاتا ہے کہ جسکا احاطہ عقل نہیں کرسکتی۔

اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا آخرھما

دو خلیفہ میں سے پہلے کی اطاعت اور دوسرے کی مخالفت ہی نہیں بلکہ قتل کا حکم ہے یہ اس لیے کہ فساد فی الارض کا موقع نہ ملے۔ مسلمانوں کی جمعیت منتشر نہ ہو قوت نہ جاتی رہے۔ ہوا نہ

اکھڑ جائے۔ قرآن مجید میں ہے وَاطیعوا اللہ و رسولہ و
لا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم و اصبروا
اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ۔ اور فرمانبرداری کرو تم اللہ کی اور اسکے پیغمبر کی
خلاف نہ کرو تم آپس میں پس نامرد ہو جاؤ تم لڑائی سے اور جاتی
رہے دولت اور قوت تمھاری اور صبر کرو تم تحقیق اللہ ساتھ
صبر کرنے والوں کے ہے۔

احسانِ عظیم

اللہ اللہ مسلمانوں کے ایک دل ہونے یکجہتی، اور قلوب میں
یگانگیت پیدا ہونیکی کیسی عظمت ہے اور کیوں نہ ہو کہ توحید پرستی کا
رنگ تو اس سے جمتا ہے والّف بین قلوبھم لو انفقت
مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ما الّفت بین قلوبھم
ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم
اور الفت ڈالی درمیان دلوں کے اور اگر خرچ کرتا تو اے محمدؐ
واسطے صلح کرنے ان کے کہ جو چیز کہ بیچ زمین کے ہے تمام ان سب
اسکی سی الفت نہ کر سکتا تو درمیاں دلوں ان کے کے ولیکن اللہ

نے الفت کی درمیان ان کے تحقیق اللہ غالب باحکمت ہے۔

انعقادِ خلافت کی ضرورت

دین کا انتظام سب سے زیادہ ضروری اور لازمی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی انتظام بغیر منتظم کے نہیں ہوتا لہذا دین کا انتظام بھی بغیر انتظام کرنیوالے کے ممکن نہیں شریعت میں اسی منتظم کا نام امیر المومنین خلیفۃ اور امام المسلمین ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض بھی یہی تھی کہ دین کا انتظام ہو اور دین ہی کے دوسرے حصہ کا نام دنیا کا انتظام بھی ہو اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا۔ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

اب پیغمبری نہیں بلکہ خلافت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ بَعْدِيْ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی حکومت پیغمبر کیا کرتے تھے۔
جب کوئی پیغمبر وفات پا جاتا تو دوسرا پیغمبر اسکے قائم مقام ہو جاتا (لیکن)
میرے بعد تو کوئی پیغمبری ہی نہیں البتہ میرے بعد خلیفہ ہونگے اور بہت کثرت سے ہونگے۔
حدیث شریف سے دو امر واضح ہیں ایک تو یہ کہ مسلمانوں کے لئے خلیفہ
کا ہونا ضروری ہے دوسرے خلیفہ کے ہونے کی ضرورت اسلیے ہے کہ مسلمانوں کی
بادشاہت قائم رہے یعنے اجتماعی طور پر تمام دنیا کی اسلامی سلطنتیں براہ راست
خلیفہ سے متعلق ہوں اور یہ بات کہ اب کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ بلکہ خلیفہ ہونگے
گویا یہ ثابت کرتا ہے کہ خلیفہ بمنزلہ پیغمبر کے ہونگے یوں سمجھو کہ اگر ان خلفاء کے
ہونیکا حکم نہ ہوتا تو پیغمبری کا سلسلہ ختم نہ ہوتا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی مبارک میں ہی خلافت کو
عملاً اپنے ہاتوں انجام دلایا چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مکتوم کو دو دفعہ مدینہ پر امیر مقرر فرمایا۔

خلفاء راشدین میں سے کسی نے خلافت کی خواہش کیوں نہیں کی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سب نے اسکی اطاعت کی
جسکو آپ نے مقرر فرمادیا اس نے [illegible] کے لئے عذر کیا نہ اپنے استحقاق خلافت کے بلکہ جن
لوگوں سے ایسا کیا انہیں [illegible] کیا گیا اور یہ وقت انکی ہی [illegible] پایا گیا ہے نہیں

میں سے ایک ابوذرؓ جیسے جلیل القدر صحابی بھی ہیں ابوموسیٰ کے بھائی بھی ہیں
عبدالرحمٰن بن سمرہ کو معلوم نہیں تو رسالت نبوت نے کیا سمجھ کر اسکی اہمیت سے
خبردار کردیا اور حضرت علیؓ کی شان تو اس سے بھی برتر نکلی کہ باوجود
حضرت عباس کے اصرار کے امارت کی طلب سے انکار کردیا۔ ان سب میں ایک ہی
حکمت کارفرما ہے کہ عامہ مسلمین میں یہ مادہ۔ باقی رہے کہ وہ اپنے
سردار کا آپ انتخاب کریں اور یہی ایک چیز جو فسادات کے سرچشمہ
کو بند کرتی ہے۔

خلیفہ معصوم نہیں ہوتا

چونکہ خلیفہ معصوم نہیں ہوتا اس لئے مسلمانوں کے ہر فرد کو چاہیے کہ
اسکی اچھی اور بری دونوں قوتوں کو نگاہ میں رکھیں اچھی قوتوں میں معاون و
مددگار رہیں اور بری قوتوں کو سرزد نہ ہونے دیں اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے
کہ ہر مسلمان کو اس لائق بننا ہے کہ وہ خلافت کے فرائض سے واقف ہو اور اسکے
قیام کا باعث بن سکے اس حیثیت سے بھی یہی استنباط ہوتا ہے

ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے کسی نبی کو ایسا نہیں بھیجا

اور نہ کسی خلیفہ کو کہ اس میں در پردہ دو قوتیں نہ ہوں ایک قوت وہ قوت ہے جو اچھے کام کیطرف متوجہ کرتی ہے اور اسکی جانب رغبت دلاتی ہے اور دوسری قوت وہ ہے جو برے کام کیطرف متوجہ کرتی ہے اور رغبت دلاتی ہے۔ اور معصوم وہی ہے جسکو خدا (برے کام سے) محفوظ رکھے۔ بخاری نسائی اسکے راوی ہیں۔

مسلمان نامعلوم جھنڈے کے نیچے

غور کرنیکی بات ہے کہ جس قوم کی عبادت میں بھی ایک تنظیم ہو دو شخص ہمراہ سفر کرتے ہوں تو ایک کو امیر بنا لینے کا حکم ہے۔ وہ آج نامعلوم جھنڈے کے اندر زندگی بسر کر رہی ہے اور اس اطمینان کیساتھ کہ حیرت اور افسوس و ندامت سے عجیب عالم طاری ہو جاتا ہے۔

خلیفہ کا انتخاب آپ سے آپ عمل میں آجائے

کسی فرد یا کسی قوم کے انکارِ خلافت سے خدا کا حکم نہیں بدل سکتا مسلمانانِ عالم کو ایسا طرز اختیار کرنا چاہیئے کہ آپ سے آپ خلیفہ کا انتخاب عمل میں آجائے اور پھر ایکبار خلافت راشدہ کا سماں آنکھوں تلے پھر جائے۔